مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر

اسلامی بنیاد پرستی! مغربی دنیا کے لیے ایک خطرہ

ژرنوسکی! ابھرنے والا روسی لیڈر یہودیوں کا ایک مہرہ!

وسطی ایشیا کی اسلامی ریاستوں کے لیے ایک نیا چیلنج

ہفت روزہ ٹائم انٹرنیشنل نے ۱۱ اپریل کی اشاعت میں روس میں نئے ابھرنے والے متعصب لیڈر اور مسلمانوں کے بارے تشدد پسندانہ ذہنیت رکھنے والے ژرنوسکی VLADIMIR - ZHIRINOVSKY کے بارے میں ایک تفصیلی مضمون شائع کیا ہے جس میں اس کے بچپن کی کہانی۔ حالات جوانی۔ تعلیمی کارکردگی کے ساتھ ساتھ روس کی سیاست میں اس کی بھرپور گرفت۔ ملک کے داخلی اور خارجی معاملات میں اس کی گہری نظر اور اس کے عزائم ومقاصد کو خود اس کی زبانی واضح کیا ہے۔ اس مضمون کا گہرائی سے مطالعہ اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ مذکورہ لیڈر کو نہایت منظم منصوبے کے ساتھ عالمی سطح پر معروف کرانے اور اس کے عزائم کو بار بار اجاگر کر کے قرب وجوار کی اسلامی ریاستوں کو خوفزدہ کرنا اور پھر انہیں امریکہ اور مغرب کے زیر اثر لانے پر مجبور کرنا ہے۔

کون نہیں جانتا کہ سابق سوویت یونین کی شکست وریخت اور مختلف اسلامی وغیر اسلامی ریاستوں میں تبدیل ہو جانے کے بعد اب اعدائے اسلام بالخصوص امریکہ اور مغرب کی نظریں اسلام اور اہل اسلام پر لگی ہوئی ہیں۔ بات کوئی ہو۔ واقعہ جس انداز میں پیش آئے۔ اس کی تان اسلام اور اہل اسلام پر ہی آکر ٹوٹتی ہے۔ امریکی اور مغربی ذرائع ابلاغ مسلمانوں کو مجرم اور دہشت گرد بنانے اور باور کرانے میں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑتے، کشمیر، بوسنیا۔ الجزائر، فلسطین کے بارے میں جب بھی کوئی پروگرام نشر ہوگا یا مضمون شائع ہوگا۔ بنیاد پرست اور مذہبی جنونی کے الفاظ استعمال کیے بغیر ان کا کھانا ہضم نہ ہوگا۔

امریکہ اور مغرب نے سرد جنگ کے دوران سوویت یونین اور اس کے حواریوں کی وہ درگت بنائی کہ ایک سپر پاور ان کے آگے گھٹنے ٹیکنے اور ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہو گیا۔ خود مغرب کو اس بات پر بڑی مسرت ہے کہ اس نے ایک عظیم طاقت اور خطرناک قوت کو ایک گولی چلائے بغیر کچھ اس طرح قابو کیا ہے کہ اب وہ ان کی مرضی کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھا سکتا۔ روسی صدر بورس یلسن امریکہ اور مغرب کے اشارہ ابرو پر کچھ اس طرح ناچ رہا ہے کہ دنیا حیران ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں اس بات کی فکر بھی مسلسل کھائے جا رہی ہے اور ان کے راتوں کی نیند حرام کر رہی ہے کہ اب انہی علاقوں میں احیائے اسلام کی لہر بھی بڑی تیزی سے ابھر رہی ہے۔ اسلامی عقائد معلوم کرنے کے ساتھ ساتھ اسلامی اعمال اپنانے کا ذوق وشوق بھی بڑھ رہا ہے۔ مسجدوں میں نمازیوں کی

تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اذان کی آوازوں سے روس کی فضا گونج اٹھی ہے۔ قرآن کریم کے روسی تراجم اور دیگر اسلامی کتب کے مطالعہ کا شوق بڑھتا جا رہا ہے۔ پاکستان اور دیگر ممالک سے مبلغین کی جماعتوں کی قطار لگی ہوتی ہے۔

گویا اب اسلام ان گھرانوں میں دستک دے رہا ہے جہاں سے اسلام کے خلاف سازشیں ہوا کرتی تھیں۔ خود امریکہ میں تقریباً ۴۹ لاکھ کے قریب مسلمان ہیں اور بڑی تیزی سے غیر مسلم اسلام قبول کر رہے ہیں۔ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ مرکز عیسائیت اٹلی میں مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار سے زائد ہو چکی ہے۔ فرانس میں مقیم مسلمانوں کے اسلامی عقائد اور اسلامی روایات کو اپنانے پر فرانسیسی حکومت پریشان ہے۔ اور اس کوشش میں ہے کہ جس طرح بھی بن پڑے اسلامی روایات کو نشانہ طعن بنا کر اسے ختم کر دیا جائے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں امریکہ اور مغرب کا خوفزدہ ہونا لازمی ہے۔ یہی وہ خوف ہے جس کی بنا پر پا علانیہ اسلام دنیا کو یہ باور کرانے پر تلے ہوتے ہیں کہ اسلام اور اہل اسلام غیر مسلم ممالک اور غیر مسلم افراد کے لیے خطرے کا آلارم ہیں۔ انہیں متشدد جارح۔ جنونی بالخصوص بنیاد پرست کے عنوان سے بدنام کرنے کی ہر سطح پر کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور جب سے سوویت یونین شکست و ریخت سے دوچار ہوا ہے اسی دن سے "اسلام کو عالم انسانیت کے لیے خطرہ" کے نام سے پیش کیا جا رہا ہے۔ امریکہ کے سابق صدر رچرڈ نکسن نے اپنے سورماؤں کو یہ نصیحت کی کہ۔

"میں امریکہ، روس، یورپ، جاپان، چین اور بھارت کو ان کے اپنے مفاد میں اس امر پر یکسو ہونے کی ضرورت پر زور دیتا ہوں کہ وہ متحدہ مسلم بنیاد پرستی کی ابھرتی ہوئی قوت کے خلاف اپنی طاقتوں کو یکجا اور مربوط کریں۔ مسلم ملکوں کے فوجی حکمت عملی کے اعتبار سے جائے وقوعہ۔ معدنی۔ آبی۔ زرعی اور صنعتی وسائل کی فراوانی۔ ان کی صارفین کی وسیع اور ہمہ گیر منڈیاں اور ان کی حالیہ فنی و ٹیکنالوجی کی کامیابیاں سب کی سب ایک دن مشترکہ قوت میں سمو سکتی ہیں جو باقی دنیا کے لیے ایک سنگین خطرہ بن سکتی ہیں۔" (ہفت روزہ تکبیر ۱۰ نومبر ۹۲ء)

یورپ کے زعماء اور دانشور بھی اس کی بھرپور تائید کرتے ہیں۔ اور دبے الفاظ میں اس کی ضرورت پر زور دے رہے ہیں۔ لیکن امریکہ اور برطانیہ علی الاعلان مسلم بنیاد پرستی کا ہوا کھڑا کر کے اس کے خلاف مزاحمت کا اعلان کرتے ہیں۔ برطانوی وزیر خارجہ ڈگلس ہرڈ اور وزیر دفاع مالکم رفکین بلکہ برطانوی وزیر اعظم جان میجر کے ریمارکس اخبارات اور T-V میں پڑھے اور سنے جاتے ہیں۔ برطانوی اخبارات میں مضامین کی بھی کمی نہیں اور قارئین کے خطوط سے بھی پتہ چلتا ہے کہ اب ان لوگوں کا سب سے اہم مقصد "مسلم بنیاد پرستی"

اور "متحدہ مسلم محاذ" کی ابھرتی ہوئی قوت کو روکنا اور اس کے خلاف ہر ناجائز حربے استعمال کرنا ہے۔ امریکہ کے سابق سیکرٹری آف اسٹیٹ ڈک چینی کا یہ بیان قابل توجہ ہے کہ۔

روس کے زوال کے بعد اسلام مغرب کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ (جنگ لندن)

قابل غور بات یہ ہے کہ مسٹر ڈک چینی یا امریکی و برطانوی زعماء کو کس بات کا خطرہ ہے؟ کیا اس بات کا کہ اسلامی ممالک ان کے خلاف بموں اور میزائلوں کو استعمال کریں گے؟ ان کے محلات اور کارخانے تباہ کریں گے؟ یا ان کے ایک ایک فرد کو جبراً مسلمان بنالیں گے؟ یا ان کی حکومت پر قابض ہو جائیں گے؟ نہیں۔ مسلمان ممالک کے پاس نہ وہ ہتھیار ہیں جن کے سہارے امریکہ کو قابو کیا جاسکتا ہے نہ مغرب کو۔ نہ وہ لڑاکا طیارے اور جنگی بیڑے ہیں جنہیں حرکت میں لاکر برطانیہ اور فرانس کو اپنے حملہ کا نشانہ بناتے رہیں گے؟۔

انہیں خطرہ اور خوف ہے تو صرف اس بات کا کہ اگر مسلمانوں نے اسلامی عقائد و اعمال کا نقشہ قرآن وحدیث، خلفائے راشدین اور اکابرین سلف کی روشنی میں ترتیب دیا تو ان کی شرارت اور گندی سیاست کی بساط ہی الٹ جائے گی۔ ان کے ایوانوں میں صف ماتم بچھ جائے گی۔ انہیں دنیا میں پھر منہ دکھانا ایک مشکل ترین مسئلہ بن جائے گا۔ غیر مسلم افراد میں اسلامی عقائد و اعمال کو سمجھنے کا شوق بڑھے گا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ امریکہ سے افریقہ تک۔ اور یورپ سے ایشیاء تک مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی وہ فضا پیدا ہو جائے گی کہ پھر کوئی شریر اور خبیث، شرارت و خباثت کا مظاہرہ نہ کرسکے گا۔ اور نہ کوئی ہتھیار و ں اور طاقت کے بل بوتے پر کسی مسلم ممالک کو آنکھ دکھا سکے گا۔ امریکہ اور مغرب کا یہی وہ خوف و خطرہ ہے جسے نیو ورلڈ آرڈر کے ذریعہ کم یا دور کرنے کی کوشش ہو رہی ہے لیکن!

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن ؎
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امریکہ اور مغرب کے زعماء اس حقیقت سے بھی بخوبی واقف ہیں کہ مادیات کا مقابلہ مادیات سے ممکن ہے۔ لیکن روحانیات کے سامنے مادیات کی حیثیت پرکاہ کی بھی نہیں۔ تاریخ انہیں دکھا چکی اور دکھا رہی ہے کہ کفر و شرک کی طاقتیں بھرپور مادیات کے سہارے میدان عمل میں اتریں، لیکن ہمیشہ انہیں ذلت و رسوائی سے دوچار ہونا پڑا۔ جاء الحق وزھق الباطل کا نقشہ اور کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله (بارہا چھوٹی جماعتیں بڑی جماعتوں پر اللہ کے حکم سے غالب آگئی ہیں) کا مشاہدہ وہ کئی مرتبہ کر چکے ہیں۔ ان کو پتہ ہے کہ ایمان و ایقان سے لبریز اقلیتیں بڑی بڑی قوموں اور بڑی بڑی

طاقتوں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر چکیں ہیں۔

اسی لیے وہ نہیں چاہتے کہ اسلامی ممالک اور غیر اسلامی ممالک میں مسلمان۔ قرآن وسنت اور اکا
سلف کی ہدایات کے مطابق نظام سلطنت چلائیں۔ اعمال زندگی ترتیب دیں۔ اور اسلامی عقائد وروایات
کو پورا پورا تحفظ حاصل ہو۔ بلکہ ان کی خواہش ہے کہ مسلمانوں کو روحانیات کے بجائے مادیات میں اتنا الجھ
کر رکھ دیا جائے کہ خود مسلمان حکمرانوں کو اسلامی قوانین کے نفاذ میں شرم آنے لگے اور انہیں اسلامی سزا
کو وحشیانہ اور ظالمانہ کہنے میں کوئی جھجک اور شرم نہ ہو۔ شرم وحیاء کا لباس اتار دیا جائے۔ اخلاق حمیا
اور اعمال صالحہ سے عاری کر دیا جائے۔ اور اسلامی عقائد واعمال کے محافظوں (علماء حق اور اکابرین امت
کے بارے میں اتنا زہریلا پروپیگنڈہ کیا جائے کہ ان کے ہاتھوں میں اسلامی ممالک کی باگ دوڑ نہ آنے پائے
اس طرح ساری قوم روحانیت سے محروم ہو جائے۔ اور کسی کو سر اٹھانے کی جرأت نہ ہو سکے۔

اعدائے اسلام اس بات کو مانتے ہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کا مقابلہ مذہب اور روحانیات
سے ہرگز ممکن نہیں کیونکہ عیسائیت کی جڑیں کھوکھلی ہیں۔ شرم وحیاء عفت وعصمت اخلاق وکردار جیسی
پاکیزگی سے بہ محروم ——— ان کی مذہبی کتابیں تغیر وتبدل تحریف وترمیم کا شکار۔ ان کے مذہبی لیڈر بداخلا
اور گندگیوں میں ملوث۔ اب دعوت دین تو کس چیز کی؟ وہ احکام وقوانین جو پرانے یا نئے عہدنامے میں
موجود ہیں ان کو قانونی شکل دینا ان کے نزدیک دور حاضر کی سب سے بڑی بدتہذیبی کے زمرے میں آتا ہے
نوجوانوں کو مذہب کی طرف بلائیں تو اولاً آنے کے لیے تیار نہیں اور اگر کوئی آتا ہے تو یہ کہہ کر واپس
جاتا ہے کہ موجودہ عیسائیت کے عقیدہ وعمل میں اتنی پیچیدگیاں ہیں کہ سوائے پریشان حالی کے ا
کچھ ہاتھ آتا نہیں ہے۔

ان [illegible]ت میں امریکہ ہو یا مغرب چین ہو یا بھارت سب کا مشترکہ مقصد یہ ہے کہ اسلام اور اہ
اسلام پر کڑی [illegible] رکھی جائے۔ انہیں کسی ملک اور کسی جگہ ابھرنے کا موقع نہ ملے۔ افغانستان میں اگر اس
مملکت بننے [illegible] پورا ہو رہا ہو تو اسے آپس کی خانہ جنگی کی نذر کر دیا جائے۔ فلسطین کے مسلمانوں
عداوت ونفرت کی وہ آگ لگا دی جائے کہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے بعد ایک دوسرے پر گولیاں چلا
الجزائر میں مسلمانوں کی کامیابی پر انہیں جیل کی سلاخوں میں جکڑ دیا جائے اور جمہوریت کا گلا گھونٹ
دیا جائے [illegible] مسلمانوں کے خلاف مہم تیز سے تیز تر کر دی جائے۔ بے حیائی اور جنسی آوارگی کا اعا
ایک مسلم ممالک کی سرزمین سے کرایا جائے۔ کشمیری مسلمانوں کو ہندوستانی قصابوں کے حوالہ کر دیا جائے
اور بوسنیا کے مظلوم عوام سرب درندوں اور یورپی ظالموں کے ظلم وستم کا نشانہ بنتے رہیں۔ امریکہ او

یورپ میں مسلمانوں کو انتہا پسند ہونے کے طعنے کسے جائیں اور ان کے خلاف پوری قوم کو متحد کرنے کی فکر کی جاتی ہے۔ رہ گئی بات روس اور اس کے قرب وجوار میں ابھرنے والی نئی اسلامی ریاستوں اور مملکتوں کی یہاں ایک ایسے شخص کو مسلط کر دیا جائے جس کا کام مسلمانوں کو خوفزدہ کرنا۔ اور جس کا نام دہشت کی علامت ہو جاتے۔

قبل اس کے کہ ہم روسی لیڈر ژرنوسکی کے خیالات اور اس کے عزائم اجاگر کریں۔ روسی ناول نگار ریپٹیبنوف کا یہ بیان دیکھیں۔

"سوویت یونین کے جنوب مشرقی حصہ میں ۶ کروڑ مسلمان جن کی کئی نسلیں غیر انسانی حالات میں رہتی رہی ہیں اب جاگ چکے ہیں اور سوویت یونین کی غلامی کے جوئے سے خلاصی کے لیے کوشاں ہیں، اسلامی نشاۃ ثانیہ کی چنگاری اب شعلہ جوالہ بن چکی ہے ان مسلم جمہوریاؤں آذربائیجان، قازقستان، کرغیزیہ، ازبکستان، ترکمانستان کی مسلم آبادی، سوویت یونین کی مجموعی آبادی کے ۲۰ فیصد پر مشتمل ہے اور یہ اب روس کی غلامی سے نجات کے لیے کوشاں اور برسر جنگ ہیں، چار سو سے زائد مسلمان اب تک جانوں کے نذرانے دے چکے ہیں۔ ان جمہوریاؤں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بالٹک جمہوریائیں بھی اب اپنے حقوق پر زور دینے لگی ہیں۔ اس ساری صورت حال کے نتیجہ میں بالآخر عظیم تر سوویت یونین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے .... اس وقت ہم سوویت یونین کے جنوب مشرق میں واقع ان جمہوریاؤں میں ایک مذہبی انتہا پسند اسلامی بنیاد پرستی کی تحریک کا مشاہدہ کر رہے ہیں جس کا منتہائے مقصد حق خود ارادیت اور مکمل آزادی ہے اور وہ وقت دور نہیں جب یہ سب آزاد ہوں گی اور متصل مسلم ملکوں سے کنفیڈریشن تشکیل دیں گی تاکہ مسلم ریاستوں کا ایک عظیم ترین اتحاد قائم کیا جا سکے۔ اس ساری کیفیت کا نتیجہ یہی ہو گا کہ یو ایس ایس آر ٹوٹ پھوٹ جائے اور مسلم بنیاد پرستی بتدریج پورے خطہ پر محیط ہو جائے پوری مغربی دنیا کے لیے یہ صورت حال ایک عظیم خطرہ ہے۔ (سنڈے ٹائمز ۱۰ / جون ۱۹۹۰ء)

سنہ میں سوویت یونین ٹکڑے ٹکڑے ہوا۔ جس کے نتیجہ میں مختلف مقامات پر اسلامی مملکتیں وجود میں آئیں۔ اب مسجدوں میں با آواز بلند قرآن کی تلاوت ہونے لگی۔ اسلام اور اہل اسلام سے ہمدردی کا جذبہ بیدار ہوا۔ اسلامی اعمال و روایات کا چرچا ہونے لگا۔ قرب وجوار کے مسلم ممالک اور ان کے باشندوں نے نئی وجود میں آنے والی اسلامی مملکتوں کے ساتھ سیاسی اقتصادی اور دیگر امور پر مضبوط رشتے قائم کرنے

کے وعدے کیے۔ امریکی اور مغربی زعماء کو خطرہ محسوس ہوا کہ اگر پاکستان۔ افغانستان۔ ایران وغیرہ نے ان نئی آزاد ہونے والی مملکتوں سے عہد وفا باندھ لیے تو ان کے سارے منصوبوں پر پانی پھر جائے گا۔ نیو ورلڈ آرڈر کا منصوبہ دھرا رہ جائے گا۔ اور وہ خواب جو گزشتہ کئی سالوں سے دیکھا جا رہا تھا کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔ رہا جہاں تک روس کے موجودہ صدر کا تعلق ہے اس کا کچھ سالوں کے لیے صدر رہنا گو وقتی طور پر سود مند ہو لیکن مستقبل کے لیے اس سے یہ امید باندھنی کہ قرب وجوار کی اسلامی مملکتوں سے وہ نپٹ سکے گا ــ درست نہیں ہے) ان حالات میں امریکی ومغربی زعماء نے ایک ایسے شخص کا انتخاب کیا جو بظاہر امریکہ اور اسرائیل کے سخت خلاف ہو۔ مغربی دنیا کو دھمکی دینا اس کا معمول ہو۔ روس پر امریکی اثر ورسوخ اس کے لیے ناقابل برداشت ہو۔ لیکن حقیقتہً وہ امریکہ اور اسرائیل ہی کا پروردہ ہو۔ جسے اسلام اور اہل اسلام سے حد درجہ نفرت ہو۔ اور قرب وجوار کے مسلمان ممالک کو دھمکیاں دینا اور بوقت ضرورت عملی قدم اٹھانے میں اسے کوئی جھجک نہ ہو۔ یہ شخص جسے امریکہ اور مغرب نے منتخب کیا اور بڑی محنت سے اسے تیار کیا روس کا نیا ابھرنے والا لیڈر ژرنوسکی ہے۔ جو بظاہر امریکہ اور اسرائیل کو چیلنج کرتا ہے۔ برطانیہ اور فرانس کو آنکھیں دکھاتا ہے۔ لیکن بباطن نیو ورلڈ آرڈر کا ایک ایسا مہرہ ہے جس کے ذریعہ سنٹرل ایشیاء کی اسلامی مملکتوں کو خوفزدہ رکھنا اور پھر ان سب کو امریکہ کی آشیرباد لینے پر مجبور کر دینا ہے۔

ہفت روزہ ٹائم انٹرنیشنل کے تازہ شمارہ (۱۲/ نومبر ۹۴ء) میں ژرنوسکی سے کیا جانے والا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ انٹرویو کرنے والے ٹائم انٹرنیشنل کے مدیر اعلیٰ ہیں۔ ژرنوسکی سے دوران انٹرویو یہ دریافت کیا گیا کہ جناب والا اکثر امریکہ اور صیہونیت کے بارے میں گفتگو کرتے نظر آتے ہیں اور انہیں ہدف تنقید بناتے رہتے ہیں کیا آپ کے نزدیک امریکہ اور صیہونیت دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں؟ جواباً ژرنوسکی نے کہا کہ۔

"بظاہر یہ گو دونوں علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں لیکن حقیقت میں دونوں ایک ہیں۔ امریکہ میں مقیم یہودیوں کو امریکہ کی پوری آشیرباد حاصل ہے اسی طرح اسرائیل کو امریکہ کی ہمدردی اور مضبوط حمایت مل رہی ہے۔ امریکی اور یورپی ذرائع ابلاغ حتیٰ کہ روس کے ذرائع ابلاغ پر بھی یہودیوں کا کنٹرول ہے۔" "ژرنوسکی سے یہ بھی پوچھا گیا کہ آپ کا کہنا ہے کہ یہودی روس کے لیے بے شمار مسائل پیدا کر رہے ہیں اس سے آپ کی مراد کیا ہے؟ جواباً ژرنوسکی نے کہا ہو سکتا ہے کہ اس میں حقیقت نہ ہو تاہم میں صرف وہ بات دہرا رہا ہوں جو عام طور پر مشہور ہو تاہم یہ بات اپنی جگہ حقیقت رکھتی ہے کہ جن لوگوں نے PERESTROIKA اور BOLSHEVIK

انقلاب ممکن کیا ان میں کثیر تعداد ان لوگوں کی تھی جو یہودی تھے۔ اسی طرح پہلی سوویت گورنمنٹ بھی تقریباً نوے فیصدی یہودیوں کی تھی۔ اسی طرح جس نے گلاگ (GULAG) جیل کیمپ چلایا وہ بھی تقریباً یہودی تھے۔" ان سے پوچھا گیا کہ کیا ۹۶ء سے قبل موجودہ صدارت کے خلاف بغاوت کا امکان ہے؟ جواباً ژرنوسکی نے کہا کہ اس وقت جن کے پاس اقتدار ہے وہ انتخاب سے ڈرتے ہیں انہیں خطرہ ہے کہ اگر انتخابات ہوئے تو وہ شکست فاش سے دوچار ہوں گے اس لیے ان کی کوشش ہے کہ انتخابات نہ ہو پائیں۔ وہ کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح اسٹیٹ آف ایمرجنسی نافذ کر کے دس سال تک انتخاب کو ٹال دیں اس لیے اس بات کا قوی امکان ہے کہ آئندہ چھ سات ماہ تک فوجی بغاوت ہو۔ اس میں یہودیوں کے ہاتھ کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ (آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ) فوجی گروہ کی سربراہی کا ایک امیدوار جنرل (BORIS GROMOV) جس نے افغانستان میں ایک اچھا خاصا کردار ادا کیا اور افغان لڑائی کا ہیرو سمجھا گیا۔ کی دوسری بیوی یہودی خاندان سے تعلق رکھتی ہے۔ پہلی روسی بیوی کے مرنے کے بعد یہودی عورت کو جنرل کے قریب کرنے میں یہودی حلقوں کا بہت بڑا اثر ہے۔"

الغرض انٹرویو کے اس حصے سے یہ تاثر دینے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ ژرنوسکی امریکہ اور مغرب بالخصوص اسرائیل کا سخت مخالف ہے وہ نہیں چاہتا کہ روس امریکہ اور اسرائیل کی گرفت میں ہو۔ یہودیوں کے کردار سے اسے نفرت ہے۔ اور روس کی سلامتی کا تقاضا یہ ہے کہ بورس یلسن سے جان چھوٹ جائے بلکہ وہ روس کی خود مختاری کو داؤ پر لگا چکا ہے۔ اور امریکہ اور اسرائیل کے اشارہ ابرو پر ناچ رہا ہے۔ مغربی اخبارات نے بھی ژرنوسکی کے ان خیالات کو بڑی فراخ دلی سے شائع کیا ہے۔ اور یہ ثابت کرنے کی بھرپور کوشش کی کہ اگر ژرنوسکی برسر اقتدار آگیا تو مغرب کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا ہوگا۔

ژرنوسکی کے یہ بیانات اور روس کی سڑکوں اور پارلیمنٹ میں اس کے اعلانات کی بنا پر روسی عوام اسے ملک کے لیے نیک فال سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو روس کی خود مختاری پر حرف نہ آنے دے۔ امریکہ سے دوستانہ تعلقات اپنی جگہ۔ لیکن امریکی اثر و رسوخ ہمارے لیے ناقابل برداشت ہے۔ ان کا خیال ہے کہ موج بلا میں گرفتار روسی کشتی کو ساحل مراد پر اگر کوئی پہنچا سکتا ہے تو وہ ژرنوسکی ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ خود ژرنوسکی کا تعلق کس سے ہے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ امریکہ اسرائیل اور مغرب کو آنکھ دکھانے والا خود ہی یہودی الاصل ہو۔ ژرنوسکی نے ہمیشہ اس بات کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی ہے کہ وہ یہودی باپ کا یہودی بیٹا ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے۔ ۱۹۴۶ء میں قازقستان میں یہودی

گھرانے میں پیدا ہوا [illegible] کے قریب روسی فوج سے وابستہ ہوا۔ اس کا تعین اس فوجی یونٹ سے ہوا جو قفقاز کے
اس پار متعین تھے۔ اس نے ترکی اور انگلش کی تعلیم کے لیے ترکی کی یونیورسٹی میں بھی داخلہ لیا۔ ترکی حکومت
نے اس کی سیاسی سرگرمیوں کے باعث گرفتار کیا اور واضح کیا کہ یہ KGB کا ایجنٹ تھا۔ پھر روس کی سیاست
میں کچھ اس طرح وہ داخل ہوا کہ دنیا حیران تھی گزشتہ سال روس کے انتخاب میں اس کی جماعت نے ۶۴
سیٹیں حاصل کرلیں اور اس کی جماعت نے اسے کل اختیارات کا مالک بنا دیا۔ بلکہ اسے لبرل ڈیموکریٹک
پارٹی کا عمر بھر کے لیے چیئرمین نامزد کر دیا۔ اور متفقہ طور پر آئندہ روسی صدارتی انتخاب میں موجودہ صدر کے
بالمقابل لانے کا فیصلہ کیا گیا۔

ہفت روزہ ٹائم انٹرنیشنل نے لکھا ہے کہ اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ ژرنوسکی کا باپ یہودی
ہو اور ژرنوسکی اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ سی این این اور امریکی پریس کی رپورٹ بتلاتی ہے کہ
ژرنوسکی کے باپ کا نام VOLFISSAAKOVICH ہے اور یہ نام اکثر یہودیوں کے ہوا کرتے ہیں۔ جب کہ
ژرنوسکی ابھی تک اپنے یہودی ہونے کا انکار کر رہا ہے۔

ژرنوسکی نے علی الاعلان یہ بات کہی ہے کہ میں جب بھی برسر اقتدار آیا ڈکٹیٹر شپ سے کام لوں گا۔
پچھلے رہنماؤں نے افغانستان سے ہاتھ اٹھا کر غلطی کی ہے۔ ہمیں عالمی مخالفت اور دباؤ کے بجائے اپنی منصوبہ
بندی کے مطابق عمل کرنا چاہیے تھا۔ اس نے یہ بھی کہا ہے کہ دنیا کو اسلام کے پھیلاؤ سے بچانے کے لیے
حتمی طور پر اگر کوئی کام کر سکتا ہے تو وہ روس ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ نئے روسی امپیریلزم کے لیے جو نقشہ
بنے اس میں افغانستان، ایران اور ترکی کو شامل کر دیا جائے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ روسی عوام کی زندگی اور
امن و سلامتی کے لیے لاکھوں مسلمانوں کو قتل کر سکتا ہوں۔

ALL WE WANT IS TREE COUNTRIES, AFGHANISTAN-
IRAN AND TURKY —— RUSSIA CAN ..... SAVE THE
WORLD FROM THE SPREAD OF ISLAM ....
I MAY HAVE TO SHOOT 1000,000 PEOPLE BUT THE
OTHER 300 MILLION WILL LIVE PEACE FULLY.
(TIME - 11 JULY 94)

ژرنوسکی بوسنیا کے مسلمانوں پر کیے جانے والے ظلم و ستم کو ظلم نہیں مانتا بلکہ کہتا ہے کہ یہ ان کا حق
ہے اور [illegible] مسلمانوں سے ملاقات کر چکا ہے۔ اور یوگوسلاویہ میں سربیا کے لیڈروں اور [illegible]

سے کئی اجلاس کر چکا ہے۔ وہ یہ بھی کہہ چکا ہے کہ سرب پر بمباری کرنے والے اپنے انجام سے نہیں بچ سکیں گے۔ مغربی ممالک اور نیٹو کے فوجی رہنماؤں نے اس کے بیانات کو کافی اہمیت دے رکھی ہے۔ شاید اسی لیے وہ سرب درندوں کے خلاف کاروائی سے گریز کر رہے ہیں۔ ژرنوسکی خود بھی کہتا ہے کہ "I SAVED THE SERB FROM BOMBING."

(ٹائم انٹرنیشنل ۱۱؍جولائی ۱۹۹۴ء)

ژرنوسکی کے ان خیالات اور عزائم کی بنا پر مغربی اور امریکی اخبارات میں اس پر مضامین اور تبصرے شائع ہو رہے ہیں۔ کچھ لوگ اسے پاگل قرار دیتے ہیں۔ کچھ اسے جدید ہٹلر کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ کچھ اس کی باتوں کو نظر انداز کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ کچھ روس کے موجودہ صدر کے ہاتھ قوی کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔ تاہم اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ نہ یہ پاگل ہے اور نہ ہی امریکہ اور مغرب کے لیے کوئی خطرناک۔ اسے تو باقاعدہ منظم منصوبے کے تحت روسی سیاست میں داخل کیا گیا ہے۔ تاکہ آئندہ کسی مرحلے پر اسے روس کا صدر بنا دیا جائے اور اس کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ سوویت یونین سے آزاد ہونے والی اسلامی مملکتوں پر ہمیشہ کے لیے خوف کی تلوار لٹکا دی جائے۔ بلکہ افغانستان، پاکستان، ایران، ترکی کا رشتہ وسط ایشیا سے بالکل کاٹ دیا جائے تاکہ ایک مضبوط مسلم بلاک کی تشکیل کے امکانات ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں۔

عالم اسلام بالخصوص سنٹرل ایشیا کی تمام اسلامی مملکتوں کو بیدار ہونے کی سخت ضرورت ہے [illegible] اپنے [illegible] کے لیے مستقل آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے، جب کہ عالم اسلام ابھی تک خواب غفلت میں ہے۔ عالم اسلام کے حکمرانوں اور مفکرین سے ہماری استدعا ہے کہ آگے بڑھیں۔ ایک دوسرے کا ہاتھ تھامیں۔ آپس کے اختلافات ختم کرنے میں بھرپور جدوجہد کریں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ سنٹرل ایشیا اور خلیج کی اسلامی مملکتوں کے ہاتھ مضبوط کریں۔ ان کا ایک مضبوط اور متحدہ بلاک تشکیل دیں۔ قرآن و سنّت خلفاء راشدین اور اکابرین سلف کی ہدایات کی روشنی میں نظام سلطنت ترتیب دیں۔ پھر ان شاء اللہ دنیا کی کوئی طاقت اور قوت ان کا بال بیکا نہیں کر سکے گی ولا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين قرآنی وعدہ ہے۔

وما علينا الا البلاغ المبين!